ہیں معمولی روزمرّہ کے کھانوں کی ترکیب سب کو معلوم ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہر قسم کے کباب۔ سیخ کے، پسندوں کے، شامی، گولوں کے، کوفتہ، پلاؤ، زردہ، متنجن، کھچڑی بریانی، نورمحلی، قورمہ پلاؤ۔ سنبوسے، میٹھے، سلونے، قلمی بڑے، دہی بڑے، سہال، سیو، گھی کی تلی دال، کچوریاں، پاپڑ، بورانی، فیرنی، حلوا سوہن، پپڑی کا زم، اندرسے کی گولیاں، سب چیزیں بار بار پک چکی ہیں۔ اور سب لڑکیوں نے پکتے دیکھیں بلکہ اپنے ہاتھوں پکائی ہیں۔ اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مکتب میں ہنڈکلھیا کا تو نام ہے جو چیز پکتی ہے خاصے ایک کنبے کے لائق پکتی ہے۔ اور حُسن آرا کو تو چٹنیوں اور مرتبوں سے بہت شوق ہے۔ یہ چیز اُن کے سوائے اور لڑکیاں کم جانتی ہیں۔

اس کے بعد اصغری نے سفیہن سے کہا کہ بوا! اب تم کو یہاں کی ہنڈکلھیا کا فائدہ تو معلوم ہو گیا ہو گا۔ رات زیادہ گئی، بعض لڑکیوں کے گھر دور ہیں اگر کل آؤ تو گڑیوں کی سیر تم کو دکھائیں۔ اور شام تک رہو تو کہانیاں بھی سنوائیں۔

سب لوگ رخصت ہوئے۔ سفیہن چلتے چلتے اصغری کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی کہ اُستانی جی! للہ میرا قصور معاف کیجئے گا۔

اگلے روز جو سفیہن آئی تو لڑکیوں کے کشیدے اور لڑکیوں کے بُنے ہوئے گوٹے۔ لڑکیوں کے موڑے ہوئے گوکھرو۔ لڑکیوں کی بنائی ہوئی ٹوپیاں اور چنپا۔ لڑکیوں کے قطع کئے ہوئے اور سیے ہوئے مردانے اور

زنانے کپڑے۔ اصغری نے سب دکھائے۔ جن کے دیکھنے سے سفیہن کو نہایت اچنبھا پیدا ہوا۔

اس کے بعد لڑکیوں کی گڑیوں کے گھر دکھائے۔ ان گھروں میں خانہ داری کا سب لوازمہ۔ فرش فروش، گاؤتکیے، اُگالدان، چلمچی آفتابہ، پٹاری، پردہ، چلمن، چھپّرکھٹ، پنکھا، مسہری، پلنگ۔ ہر طرح کے برتن ہر طرح کا سامانِ آرائش اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھا ہوا تھا۔ اور گڑیاں ایسی سجی ہوئی تھیں کہ عین بین شادی کے گھر میں مہمان جمع ہیں۔

جب گڑیوں کے گھروں کو دیکھ چکی تو اصغری نے سفیہن سے کہا کہ لڑکیوں کے سب کھیلوں میں مجھ کو گڑیوں کا کھیل بہت پسند ہے۔ اس کے ذریعہ سے لڑکیاں سینا پرونا۔ کپڑوں کی قطع اور گھر کا بندوبست ہر طرح کی تقریبات۔ چھٹی، کھیر چٹائی، دودھ چھڑائی، بسم اللہ، روزہ، منگنی، عیدی، ساونی، محرّم کی ٹھلیاں اور گوٹا۔ تیج تہوار۔ ساچق۔ برات، جوڑا۔ بیاہ۔ چالے۔ چوتھی کی راہ و رسم سے واقفیت حاصل کرتی ہیں۔

بوا سفیہن تمہاری لڑکی تو ابھی تھوڑے دنوں سے آتی ہے۔ جو لڑکیاں میرے مکتب میں بہت دنوں سے ہیں۔ جیسے یہ بیٹھی ہے، ام البنین یا میری نند محمودہ یا حسن آرا۔ توبہ توبہ کر کے کہتی ہوں کہ اگر ان کو کسی بڑے بھرے پُرے گھر کا انتظام اس وقت سونپ دیا جائے تو انشاء اللہ ایسا کریں گی جیسے کوئی بڑی مشاق اور تجربہ کار کرتی ہے۔ میں تو صرف

پڑھنے پر تاکید نہیں کرتی۔ ان کو دُنیا کے کام کا بناتی ہوں جو چند روز
بعد ان کے سر پڑے گا۔

یہ کہہ کر اصغری نے حُسن آرا کو بُلایا اور کہا کہ بوا، تمھاری گڑیا کا
گھر تو خوب آراستہ ہے۔ صرف ایک کسر ہے کہ تمھاری گڑیوں کے
پاس رنگین جوڑے نہیں معلوم ہوتے۔ شاید تم کو رنگنا نہیں آتا۔

حُسن آرا نے کہا رنگ تو مجھ کو محمودہ بیگم نے بہت سکھا دیے ہیں
یوں ہی نہیں رنگے۔

اصغری نے کہا۔ بھلا بتاؤ تو۔

حُسن آرا بولی۔ اُستانی جی!

برسات کے رنگ:۔ سُرخ، نارنجی، گُل انار۔ گُل شفتالو، سردئی،
دھانی، اودا۔ اور

جاڑے کے:۔ گیندئی، جوگیا، عنابی، کاہی، تیلیا، کاکریزی، سیاہ،
نیلا، گلابی، زعفرانی، کوکئی، کرنجوئی۔ اور

گرمی کے:۔ پیازی، آبی، چنپئی، کپاسی، بادامی، کافوری، دودھیا،
خشخاشی، فالسئی، ملاگیری، سیندوریہ۔

اور رنگ تو اور بہت ہیں مگر میں نے وہی بیان کیے جو اکثر پہنے جاتے ہیں۔

اصغری نے پوچھا۔ رنگوں کے نام تو تم نے بہت سے گنوا دیے بھلا
یہ تو بتاؤ کہ یہ سب رنگ تم کو رنگنے بھی آتے ہیں؟

حُسن آرا نے کہا۔ میں نے انھیں رنگوں کا نام لیا جو مجھ کو خود
رنگنے آتے ہیں۔

اصغری نے کہا۔ بھلا بتاؤ تو سردئی کیونکر رنگتے ہیں؟

حُسن آرا نے کہا۔ کاہی قند اچھی گہرے رنگ کی آدھ گز منگوائی اور
پانی کو خوب جوش کر کے پھٹکری ڈال کر ہلا دیا۔ پھٹکری کی تاثیر سے
قند کا رنگ کٹ جائے گا پس اُس میں کپڑا رنگ لیا۔

اصغری نے کہا۔ بھلا اور اگر قند نہ ملے۔

حُسن آرا نے کہا تو ٹیسو کے پھولوں کو جوش کر کے پھٹکری پیس کر
ملا دے سردئی ہو جائے گا لیکن ہلکا کپاسی ہوگا۔ اچھا سردئی بے قند
کے نہیں رنگا جاتا اور اگر قند کی جگہ بانات کا رنگ کاٹا جائے تو وہ عمدہ
رنگ آتا ہے کہ سبحان اللہ۔ لیکن ان دنوں مجنٹن ایسا چلا ہے کہ سب
رنگوں کو مات کیا ہے۔ کپڑے تو کپڑے۔ مٹھائی، کھانے کا گوٹا، مجنٹن
میں نہایت خوشرنگ رنگا جاتا ہے۔ بڑی آپا جان نے مجنٹن کے
رنگ کا زردہ پکا کر بھیجا تھا۔ زعفران سے بہتر رنگ تھا۔

اصغری خانم نے گھبرا کر پوچھا۔ حُسن آرا! کہیں تم نے تو وہ
مجنٹن کے رنگے ہوئے چاول نہیں کھائے؟

حُسن آرا نے کہا۔ میں نے کھائے تو نہیں لیکن اُستانی جی کیوں
کیا کچھ بُری بات ہے؟

اصغری نے کہا۔ اَے ہے، مجنٹن میں سنکھیا پڑتی ہے۔ خبردار مجنٹن کی کوئی چیز زبان پر مت رکھنا۔

حسن آرا نے کہا۔ میں نے تو مجنٹن کا رنگا ہوا گوٹا محرم میں بہت کھایا ہے۔

اصغری نے کہا۔ کیا ہوا؟ رتی برابر مجنٹن میں تو بہتیرا گوٹا رنگا جاتا ہے۔ اس سبب تم کو کچھ نقصان نہ کیا۔ لیکن یاد رکھو کہ اس میں زہر ہے۔

حسن آرا نے کہا کہ مجنٹن کی رنگی ہوئی مٹھائی لوگ منوں کھاتے ہیں۔

اصغری خانم نے کہا۔ بہت بُرا کرتے ہیں۔ زہر جب اپنی معتاد پر پہنچ جائے گا۔ ضرور اثر کرے گا۔

شام ہوئی تو لڑکیاں اپنے کشیدے اور کتاب رکھ رکھا معمول بموجب کھیلنے اور کہانیاں اور پہیلیاں کہنے سُننے کو آ بیٹھیں۔

اصغری نے سفیہن سے کہا کہ یہاں چڑے چڑیا کی کہانیاں نہیں ہوتیں۔ کہانیوں کی ایک بہت عمدہ کتاب ہے جس میں بڑی اچھی اچھی کہانیاں ہیں اور ہر ایک کہانی سے ایک نصیحت کی بات نکالی ہے۔ اس کتاب کی زبان بھی بہت شستہ ہے۔ اب یہ لڑکیاں اُسی کتاب کی کہانیوں سے جی بہلائیں گی۔ کہانیاں کہنے سے ان کی تقریر صاف ہوتی ہے۔ ادائے مطلب کی استعداد بڑھتی جاتی ہے اور جب کبھی مجھ کو فرصت ہوتی ہے تو میں کہانیوں کے بیچ بیچ میں اُن سے اُلجھتی جاتی ہوں اور جیسی اُن کی سمجھ ہے۔ یہ میری بات کا جواب دیتی ہیں، اگر کرنا درست ہوتا ہے میں بتا دیتی ہوں۔ پہیلیوں کے بوجھنے سے ان کی عقل کو ترقی اور اُن کے ذہن کو تیزی ہوتی ہے۔ لیکن تم ان میں بیٹھ کر سیر دیکھو۔ مجھ کو آج عالیہ کی ماں نے بُلا بھیجا ہے۔ ان کے بچے کا جی اچھا نہیں۔ بہت بہت منتیں کہلا بھیجی ہیں۔ نہ جاؤں گی تو بُرا مانیں گی اور میرا جی بھی نہیں مانتا۔

سفیہن بولی۔ ہاں میں نے بھی سُنا ہے کہ اُن کے لڑکے نے کئی دن سے دودھ نہیں پیا۔ بیچاری بہت ہراساں ہو رہی ہیں۔ اَے ہے خدا کرے نگوڑا جیتا رہے۔ بڑے اللہ آمین کا بچہ ہے۔ دس برس میں پھڑک پھڑک کر خدا نے یہ صورت دکھائی ہے۔ عالیہ کے اوپر یہی تو ایک بچہ ہوا ہے۔ اُستانی جی! تم کو علاج کے واسطے بلایا ہوگا۔

اصغری نے کہا۔ علاج ولاج تو مجھ کو کچھ بھی نہیں آتا۔ ایک مرتبہ پہلے اس لڑکے کو پیاس ہو گئی تھی۔ میں نے زہر مہرہ، بنسلوچن گلاب کا زیرہ، چھوٹی الائچی، زیرے کی گری، کباب چینی، خرفہ، اس طرح کی دو چار دوائیں بتا دی تھیں۔ خدا کا کرنا، لڑکا اچھا ہو گیا۔

سفیہن نے کہا۔ استانی جی! تم سب گنوں پوری ہو۔

اصغری نے کہا۔ اس میں گُن کی کیا بات ہے؟ ہمارے میکے میں دوا درمن کا بہت خیال ہے۔ جب میں چھوٹی تھی جو دوا آتی

میں ہی اُس کو چھانتی بناتی اور خیال رکھتی۔ اس طرح پُرسُنی سنائی دو چار دوائیں یاد ہیں۔ جس کو ضرورت ہوئی بتادی۔ اور بچوں کا علاج تو عورتیں ہی کرکرا لیا کرتی ہیں۔ جب ایسی ہی مشکل آپڑتی ہے تو حکیم کے پاس جاتے ہیں۔

سیمھن نے کہا۔ اُستانی جی تم نے مہربانی کرکے مجھ کو اپنے مکتب کا سب انتظام تو دکھایا للہ ذرا دم کے دم ٹھہر جاؤ تو میں دیکھ لوں کہ لڑکیاں کیونکر کہانیاں کہتی ہیں اور کہانیوں میں کیونکر تم تعلیم کرتی ہو؟

اصغری نے کہا۔ بوا! مجھ کو تو دیر ہوتی ہے۔ خیر تمھاری خاطر ہے۔ اچھا لڑکیو! آج کس کی باری ہے؟

محمودہ نے کہا۔ باری تو امۃ اللہ کی ہے لیکن فضیلت سے کہلائیے۔

اصغری نے کہا۔ اچھا، فضیلت، کوئی بہت چھوٹی سی کہانی کہو۔

فضیلت نے کہانی شروع کی کہ :۔

ایک تھا بادشاہ ....۔

اصغری نے پوچھا۔ بادشاہ کس کو کہتے ہیں؟

فضیلت بولی۔ جیسے دلّی میں بہادر شاہ تھے۔

اصغری:۔ یہ تو تم نے ایسی بات کہی کہ جو دلّی اور بہادر شاہ کو جانتا ہو، وہی سمجھے۔

فضیلت:۔ بادشاہ حاکم کو کہتے ہیں۔

اصغری:۔ تو کوتوال تھانہ دار بھی بادشاہ ہیں۔

فضیلت:۔ نہیں، کوتوال، تھانہ دار تو بادشاہ نہیں ہیں یہ تو بادشاہ کے نوکر ہیں۔

اصغری:۔ کیوں کیا کوتوال حاکم نہیں ہے؟

فضیلت:۔ حاکم تو ہے لیکن بادشاہ سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے۔ اور سب پر حکم چلاتا ہے۔

اصغری ہمارا بادشاہ کون ہے؟

فضیلت:۔ جب سے بہادر شاہ کو انگریز پکڑ کر کالے پانی لے گئے تب سے تو کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

یہ سُن کر سب لڑکیاں ہنس پڑیں۔

اصغری:۔ فضیلت! تم بڑی بیوقوف ہو۔ تم نے خود کہا کہ "جو سب سے بڑا حاکم ہو اور سب پر حکم چلاوے وہ بادشاہ ہوتا ہے۔" اور یہ بھی جانتی ہو کہ بہادر شاہ کو انگریز پکڑ کر کالے پانی لے گئے تو انگریز بادشاہ ہوئے یا نہ ہوئے؟

فضیلت:۔ ہاں ہوئے تو سہی۔

اصغری:۔ اچھا۔ اب یہ بتاؤ، ہمارا کون بادشاہ ہے؟

فضیلت:۔ انگریز۔

اصغری:۔ کیا انگریز کسی خاص شخص کا نام ہے؟

فضیلت:۔ نہیں سیکڑوں ہزاروں انگریز ہیں۔
اصغری:۔ کیا سب انگریز بادشاہ ہیں؟
فضیلت:۔ اور کیا۔
یہ سن کر پھر سب لڑکیاں ہنسیں۔
اصغری نے حسن آرا کی طرف اشارہ کیا کہ تم جواب دو۔
حسن آرا:۔ ہمارا بادشاہ۔ ملکۂ وکٹوریہ ہے۔
اصغری:۔ مرد ہے یا عورت؟
حسن آرا:۔ عورت ہے۔
اصغری:۔ کہاں رہتی ہے؟
حسن آرا:۔ لندن میں۔
اصغری:۔ لندن کہاں ہے؟
حسن آرا:۔ انگریزوں کی ولایت میں ایک بہت بڑا شہر ہے۔
اصغری:۔ کتنی دُور ہوگا؟
حسن آرا:۔ میں نے ایک کتاب میں پانچ ہزار کوس لکھا دیکھا ہے۔
اصغری:۔ کوس کتنا لمبا ہوتا ہے؟
حسن آرا:۔ استانی جی! سلطان نظام الدین کو تین کوس کہتے ہیں۔

یہ سُن کر محمودہ ہنسی اور کہا کہ ۱۷۶۰ گز کا ہوتا ہے۔
اصغری نے محمودہ سے پوچھا کہ اس مرتبہ جو میں قطب صاحب گئی تھی اور تم بھی میرے ساتھ تھیں۔ تم نے بھی دیکھا تھا کہ تھوڑی تھوڑی دُور سڑک پر پتھر گڑے تھے اور پتھروں پر لکھا ہوا تھا، وہ پتّھر کیسے تھے؟
محمودہ:۔ میں اٹکل سے یہی سمجھتی تھی کہ کوسوں کے پتھر ہیں لیکن گاڑی ایسی تیز تھی کہ پتھروں پر نگاہ نہیں جمتی تھی۔ میں خوب نہیں پڑھ سکی کہ اُن پر کیا لکھا تھا؟
اصغری:۔ وہ کوسوں کے پتھر نہیں تھے میلوں کے پتھر تھے، آدھے کوس کا میل ہوتا ہے اور ہر میل پر پتھر گڑا ہے۔ اُس میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ یہاں سے دلی اس قدر میل ہے اور قطب صاحب اتنے میل۔
اس کے بعد اصغری پھر حُسن آرا کی طرف مخاطب ہوئی۔ اور پوچھا۔ ہاں بوا، لندن کس طرف ہے؟
حُسن آرا:۔ اُتر پچھم میں ہے۔
اصغری:۔ وہ ملک گرم ہے یا سرد؟
حُسن آرا:۔ یہ تو میں نہیں جانتی۔
محمودہ:۔ بڑا سرد ہے جتنا اُتر کو جاؤ گرمی کم ہے اور جتنا دکھن کو

چلو گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

سفیہن:۔ استانی جی! عورت بادشاہ ہے؟

اصغری:۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

سفیہن:۔ تعجب کی بات کیوں نہیں ہے۔ عورت ذات کیا کرتی ہوگی؟

اصغری:۔ جو مرد بادشاہ کرتے ہیں وہی عورت کرتی ہے۔ ملک کا بندوبست، رعیت کا پالنا۔

سفیہن:۔ عورت تو کیا کرتی ہوگی؟ کرتے سب کچھ انگریز ہوں گے برائے نام عورت کو بادشاہ بنا رکھا ہوگا؟

اصغری:۔ یہ سب انگریز ملکہ کے نوکر ہیں۔ ہر ایک کا کام الگ ہے ہر ایک کا اختیار جُدا ہے۔ اپنے اپنے کام پر سب مستعد رہتے ہیں۔ اور جب مرد بادشاہ ہوتے ہیں تب بھی وزیر وزرا سب کام کیا کرتے ہیں۔

سفیہن:۔ میرا جی تو قبول نہیں کرتا کہ عورت ذات بادشاہت کر سکے۔

اصغری:۔ بھوپال کی بیگم کا نام سُنا ہے؟

سفیہن:۔ کیوں، سنا کیوں نہیں۔ خود میرے سسرے بھوپال میں نوکر ہیں۔

اصغری:۔ بس اسی طرح سمجھ لو۔ بھوپال ذرا سا ملک ہے اور ملکہ وکٹوریہ کے پاس بڑی سلطنت ہے جس طرح بھوپال کی بیگم اپنے

چھوٹے ملک کا بندوبست کرتی ہیں ملکہ وکٹوریہ اپنی بڑی سلطنت کا انتظام کرتی ہیں۔ بھوپال چھوٹی سرکار ہے نوکر چاکر کم ہیں اور تھوڑی تنخواہ پاتے ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کی سرکار بڑی عالی جاہ سرکار ہے بڑے کارخانے، لاکھوں نوکر تنخواہیں بیش قرار۔

سفیہن:۔ اچھی! ملکہ کا کوئی میاں ہے؟

اصغری:۔ ہاں مگر موت پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ چاند کو بھی خدا نے داغ لگا دیا ہے۔ کئی برس ہوئے ملکہ بیوہ ہو گئیں۔

سفیہن:۔ ملکہ کی اولاد ہے؟

اصغری:۔ ہاں۔ خدا رکھے بیٹے پوتے نواسے سب کچھ ہیں۔

سفیہن:۔ اچھی! ملکہ اس ملک میں کیوں نہیں آتیں؟

اصغری:۔ وہاں بھی بڑا ملک ہے۔ وہاں کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی لیکن ان دنوں ملکہ کا بیٹا آنے والا ہے۔ بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں نے اخبار میں دیکھا ہے۔

سفیہن:۔ اچھی! ملکہ کو ہزاروں کوس دور بیٹھے یہاں کی کیا خبر ہوتی ہوگی؟

اصغری:۔ کیوں نہیں۔ ذرا ذرا خبر ہوتی ہے۔ ڈاک، اور تار برقی پر رات دن خبریں آتی جاتی ہیں۔ ہزاروں اخبار ولایت جاتے ہیں۔

سفیہن:۔ ملکہ کو کیونکر دیکھیں؟

اصغری :- کیونکر بتاؤں ؟ لیکن اُن کی تصویر البتہ دیکھ سکتی ہو۔

سفیہن :- خیر تصویر ہی دیکھ لیتے ۔

اصغری :- بوا! تم بھی تماشہ کی باتیں کرتی ہو۔ کیا تم نے روپیہ نہیں دیکھا؟

سفیہن :- کیوں نہیں دیکھا ؟

اصغری :- عورت کا چہرہ جو بنا ہے وہ ملکہ کی تصویر ہے خطوں کے ٹکٹ پر ملکہ کی تصویر ہے اور میرے پاس ملکہ کی ایک بڑی عمدہ تصویر اور ہے ۔ میرے ابا کو کسی انگریز نے دی تھی وہ انھوں نے میرے پاس بھیجدی تھی ۔

محمودہ! میرا صندوقچہ تو اٹھا لاؤ ۔

صندوقچہ میں سے اصغری نے ملکہ کی تصویر نکال کر دکھائی اور سب لڑکیوں نے نہایت شوق سے ملکہ کی تصویر کو دیکھا ۔

سفیہن :- کیا اچھی تصویر ہے ۔ عین مین ملکہ کھڑی ہیں ۔

اصغری :- بیشک یہ تصویر ہو بہو ملکہ کی ہے ۔ روپے کے چہرہ سے ملا کر دیکھو کتنا فرق ہے ؟ یہ تصویر ہاتھ کی بنائی ہوئی نہیں ہے ایک آئینہ ہوتا ہے اس کو کچھ مصالحہ لگا کر سامنے رکھ دیتے ہیں ۔ خود بخود جیسے کا تیسا عکس اُتر آتا ہے ۔

سفیہن :- حُسن آرا نے لندن کو پانچ ہزار کوس دور بتایا تو کہیں برسوں میں یہاں سے وہاں تک آتے جاتے ہوں گے ؟

اصغری :- نہیں ، سمندر سمندر ایک مہینہ میں بافراغت پہنچ جاتے ہیں ۔

سفیہن . اے ہے ۔ سمندر ہو کر جانا پڑتا ہے ۔ انگریزوں کے بھی کیسے دل ہیں ۔ ان کو سمندر سے ڈر نہیں لگتا ؟ میرے تو سمندر کا نام سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ۔

اصغری : سمندر سے ڈرنے کی کیا بات ہے ؟ مزے میں جہاز پر بیٹھ لئے ۔ اچھا خاصہ خانۂ رواں بن گیا ۔

سفیہن :- اے ہے ، اُستانی جی! ڈوبنے کا کیسا بڑا کھٹکا ہے ۔ لو ، پار سال کی بات ہے کہ نواب قطب الدین خاں کے ساتھ میری خلیا ساس حج کو گئی تھیں ۔ کچھ ایسی گھڑی سے گئیں کہ پھر لوٹ کر آنا نصیب نہ ہوا ۔

اصغری خانم :- ہاں اتفاق کی بات ہے ۔ جہاز کبھی کبھار ڈوب بھی جاتے ہیں ۔ اور اگر خدانخواستہ آئے دن ڈوبا کریں تو سفر دریا کا کوئی نام نہ لے ۔ اب تو دریا کا راستہ خشکی کی سڑکوں سے زیادہ آباد ہو رہا ہے ۔ ہزاروں لاکھوں جہاز رات دن آتے جاتے رہتے ہیں ۔ انگریز اور اُن کی بیوی بچّے اور کل انگریزی اسباب سب جہاز کی راہ یہاں آتا ہے ۔

سفیہن :- انگریزوں کی عورتوں کا کیا ذکر وہ تو کچھ اور ہی طرح کی عورتیں ہیں - ہماری ان کی کیا ریس - وہ تو باہر پھرتی ہیں سنتی ہوں ننھے ننھے بچوں کو ولایت بھیجدیتی ہیں اور ان کا دل نہیں کڑھتا - نہیں معلوم کس قسم کی مائیں ہیں! کیونکر اُن کے دل کو صبر آتا ہے ؛ پھر باہر کی پھرنے والیاں اور لوہے کے دل ان کو ایک سمندر کیا ہوا پر بھی اُڑنا مشکل نہیں -

اصغری خانم :- باہر کے پھرنے کی جو تم نے کہی تو ان کے ملک میں پردے کا دستور نہیں - غدر کے دنوں میں ہم لوگ ایک گانوں میں بھاگ گئے تھے - وہاں بھی پردے کا دستور نہ تھا - سب کی بہو بیٹیاں باہر نکلتی تھیں لیکن میں تو چار مہینے وہاں رہی ، باہر کی پھرنے والیوں میں وہ شرم و لحاظ دیکھا کہ خدا ہم سب پردے والیوں کو نصیب کرے اور بچوں کو ولایت بھیجدینے سے تم کیونکر سمجھیں کہ اولاد کی محبت نہیں - البتہ ان لوگوں کی محبت عقل کے ساتھ ہے - یہاں کی ماؤں کی طرح باؤلی محبت نہیں کہ اولاد کو پڑھنے سے روکیں - ہنر حاصل کرنے سے باز رکھیں - نام کو تو محبت اور حقیقت میں اولاد کے حق میں کانٹے بوتی ہیں - اولاد کو ناہموار اٹھاتی جاتی ہیں اور محبت کا نام بدنام کرتی ہیں -

یہاں پہنچکر سب نے سکوت کیا تو فضیلت نے اپنی کہانی شروع کی

...... اور اُس بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا - اکیلی ایک بیٹی تھی - بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ میرے بعد یہی لڑکی وارث سلطنت ہوگی اس

لڑکی کو خوب پڑھوایا لکھوایا اور ملک داری کا قانون قاعدہ سب اُس کو اچھی طرح سکھایا اور اپنے جیتے جی اُسی کو ملک کا کام سونپ دیا......

فضیلت یہاں تک پہنچی تھی کہ اصغری خانم نے کہا - بوا! تم تو چھپ چھپ کہانی کہتی جاتی ہو اور میرے دل میں پوچھنے کو ہزاروں باتیں بھری ہیں - پر کیا کروں ، دن تو ہو چکنے پر آیا اور مجھ کو عالیہ کے گھر جانا ضرور ہے - شام کے وقت کسی کے گھر عیادت کو جانا بھی منع ہے - میں تو اب نہیں ٹھہر سکتی - تم لڑکیاں آپس میں کہو سنو - اور سفیہن سے کہا کہ لو، بوا! اللہ بیلی ، میں تو جاتی ہوں - تمھارا جی چاہے تو تم بیٹھی رہو یا کل پھر آجانا - یہاں تو روز یہی ہوا کرتا ہے -

غرض اصغری خانم تو عالیہ کے گھر روانہ ہوئیں اور سفیہن تو ایسی ریجھیں کہ پہر رات تک لڑکیوں میں بیٹھی رہ گئیں -

اصغری خانم کے پیچھے محمودہ اور حسن آرا نے کہانی کے بیچ بیچ خوب خوب مزے کی باتیں نکالیں -

اس بیان سے اصغری کے مکتب کا انتظام اور اس کی تعلیم اور تلقین کا طریقہ بخوبی ظاہر ہے -

اصغری بیشک حسن آرا کو بہت چاہتی تھی اور اُس سے زیادہ اپنی نند محمودہ کو - حسن آرا کو اس خوبی سے پڑھایا کہ دو برس میں فارسی پڑھنے لگی اور اُردو میں خط لکھ لیتی تھی - نہ وہ بد مزاجی حسن آرا کی باقی